شخصیت امام مہدی (عج) کی تطبیقی شناخت، فریقین کی نظر میں

مولف: ڈاکٹر فتح اللہ نجارزادگان
مترجم: مولانا شیخ ممتاز علی

تطبیقی طریقہ کے تقاضہ کے مطابق شخصیت امام مہدی(ع) کی شناخت کے لئے شیعہ اور اہل سنت کے مشترکہ نکات پر تکیہ کیا جاسکتا ہے۔ فریقین کے منابع میں امام (ع) کے اوصاف اور ان کی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر آپ کے وجود کے بعض پہلوؤں سے آگاہی ممکن ہے۔ فریقین کی تعلیمات میں مشترک نکتہ ایک تو یہی ہے کہ امام مہدی(ع) رسول خداؐ کے اہل بیت سے ہیں اور دین حق کا احیاء آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس مقالہ میں ان دونوں باتوں کے تجزیہ کے ذریعہ موعود موجود کی حیثیت سے آپ کو پہچنوانے پر زور دیا گیا ہے۔

امام مہدی(ع) کی شخصیت کی معرفت فریقین کی نظر میں ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں دونوں فرقوں کے نظریات مختلف ہیں۔ شیعہ اور کچھ اہل سنت[1] کہتے ہیں کہ "امام مہدی(ع) کوئی نوع نہیں ہیں بلکہ ایک شخص ہیں جو امام حسن عسکریؑ کے بیٹے ہیں اور ۲۵۵ء میں پیدا ہوئے ہیں"[2]۔

شیعہ نکتۂ نگاہ سے امام مہدی(ع)، انسان کامل، زمین پر صاحب ولایت الٰہی، معصوم اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ شیعوں کا اس پر اجماع ہے اور یہ بات ضروریات مذہب شیعہ میں داخل ہے اس میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ اس کے برخلاف بہت سے علمائے اہل سنت کا خیال ہے کہ جن مہدی موعود کی بشارت دی گئی ہے شاید وہ پیدا ہو چکے ہیں یا ابھی تک دنیا میں نہیں آئے ہیں اور آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے شیعوں کے پاس متقدمین و متاخرین کے منابع سے تواتر پر مبنی منقول روایتیں ہیں مثلاً

۱. ڈاکٹر مہدی اکبر نژاد نے بیس ایسے علمائے اہلسنت کا ان کی عبارت کے ساتھ ذکر کیا ہے جو امام حسن عسکریؑ کے بیٹے کے عنوان سے امام مہدی(ع) کی ولادت کے قائل ہیں اور بعض ان کے مہدی(ع) ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ (اکبر نژاد، مہدی، بررسی تطبیقی مہدویت در روایات شیعہ و اہل سنت، ص ۲۰۳-۲۱۲)

۲. بررسی تطبیقی مہدویت در روایات شیعہ و اہل سنت، ص ۲۰۳-۲۱۲۔

رسول خداؐ اور ائمہ معصومینؑ کی روایتیں، اپنے فرزند کے لئے حضرت امام حسن عسکریؑ کی تصریح، امام مہدی(ع) کی قابلہ اور غیبت صغریٰ کے زمانہ میں اور بچپن میں امام زمانہ(ع) کا دیدار کرنے والوں کی گواہی وغیرہ۔

امام مہدی(ع)کی ذاتی (نہ کہ نوعی) معرفت کے لئے دوسرے راستے بھی ہیں جن میں فریقین کے مشترک نکتے شامل ہیں۔ ان کی روشنی میں صرف آپ کے اوصاف اور کسی حد تک اصلاحی تحریک کا انداز ہی نمایاں نہیں ہوتا بلکہ اس طرح عصر غیبت سے مربوط مباحث پر بھی اثر پڑتا ہے، مدارک و منابع فریقین میں اوصاف امام مہدی(ع) کا تجزیہ اور تحریک احیائے دین میں مہدوی ذمہ داری کا تجزیہ بھی اسی طریقہ سے ہو جاتا ہے۔ اس کے تین محور ہیں:

الف: دینی تعلیمات میں اہل بیتؑ کے مرتبہ اور اوصاف کی شناخت: چونکہ فریقین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام مہدی(ع) اہل بیت رسولؐ کی فرد ہیں اس وجہ سے اوصاف اہل بیتؑ کے ادراک کے بعد، امام مہدی(ع)کی ذاتی خصوصیتوں کے متعدد رخ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

ب: اہل بیت رسول خداؐ کے عنوان سے امام مہدی(ع) کے قرآن سے رابطہ کا انکشاف: اس انکشاف سے آپ کی دوسری خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔

ج: تعلیمات وحی کے ہندسہ کی مکمل شناخت: دین کے مجموعہ کا بعنوان نظام ادراک، تاکہ اس مجموعہ میں امام مہدی(ع)اور تحریک مہدویت کا مرتبہ آشکار ہو جائے۔ تعلیمات وحی کے مجموعہ کی شناخت میں اہداف کے نکتۂ نگاہ سے انبیاء اور اوصیاء کے سلسلہ کی آیات کے کلی خطوط اور طریقوں پر نظر ڈالنا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ احیائے دین اور تحریک انبیاء کا آدم سے لے کر خاتم تک پھر آپ کے اوصیاء تک کا تسلسل مہدوی تحریک کا مقصد ہے۔ اسی وجہ سے انبیاء کی اصلاحی تحریک کے تسلسل سے مہدویت کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ امام مہدی(ع)کی تحریک، دینی تحریک ہے اور میزان وحی کی بنیاد پر اس کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔

اس فکری، دینی نظام میں امام مہدی(ع)کی شخصیت اور آپ کی تحریک کے تمام عناصر کسی مجموعہ کے مختلف حصوں کی طرح جڑے ہیں اور تضاد و ناہم آہنگی کے بغیر ایک دوسرے کی تبیین و تکمیل کرتے ہیں۔

اس مقالہ کے حجم کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف دو محور کی تشریح ہوگی اور تیسرے محور کی طرف صرف اشارہ کیا جائے گا۔

اہل بیت سے منقول دلیلیں

مہدی موعود کا تعلق، خاندان پیغمبرؐ سے ہے۔ فریقین کی متعدد روایتوں میں اس حقیقت کا بیان موجود ہے۔ اس تصریح کی علت میں کچھ محققین لکھتے ہیں:

"روایات میں امام مہدی(ع) کے اہل بیت رسول خداؐ ہونے کی تاکید موجود ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ چونکہ آپ کے بارے میں پیشین گوئی موجود تھی اس وجہ سے بہت سارے دعویدار، مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے تھے لیکن یہ پہلے ہی سے معین ہو چکا ہے کہ وہ خاندان پیغمبرؐ سے ہوں گے اس کے باوجود کچھ لوگوں نے مہدی کو غیر اہل بیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان لوگوں کا یہ تیر نشانہ تک نہیں پہونچ سکا"[1]۔

شیعی نکتۂ نظر سے امام مہدی(ع) کے عترت پیغمبرؐ اور سلسلۂ معصومین سے ہونے میں کوئی تردید نہیں ہے[2]۔

امام مہدی(ع) کے اہل بیت رسول خداؐ ہونے پر سنی علماء کا بھی اتفاق ہے وہ اس سلسلہ کے اخبار کو صحیح اور متواتر سمجھتے ہیں منجملہ ان کے حاکم نیشاپوری اپنی کتاب اثبات الہداۃ بالنصوص والمعجزات کی چوتھی جلد ص ۵۵۷ میں دین کے غلبہ والی آیت (توبہ: ۳۳) کے ذیل میں ذہبی نیز قرطبیؒ کی تائید کرتے ہوئے، المہدی ھو عیسیٰ فقط کے نظریہ پر اس طرح تنقید کرتے ہیں:

وھو غیر صحیح لأنّ الاخبار الصحاح قد تواترت علی ان المہدی من عترت رسول اللہ[3]۔

ترجمہ: یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہیں یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ صحیح و متواتر اخبار سے پتہ چلتا ہے کہ مہدی کا تعلق عترت رسول خداؐ سے ہے۔

احمد بن حنبل اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے رسول خداؐ کی حدیث بیان کرتے ہیں:

لاتقومُ السّاعةُ حتی تمتلأالارضُ ظلماً وعدواناً (قال) ثم یخرج رجلٌ من عترتی (او من اھل بیتی) مَن یملأھا قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً و وعدواناً[4]۔

ترجمہ: جب تک ظلم وجور سے زمین پر نہیں ہوگی اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی (اس کے بعد فرمایا) ایسے موقع پر عترت (یا اہل بیت) سے ایک شخص آئے گا۔ وہ وہی ہوگا جو ظلم وزیادتی سے بھری

---

۱. بررسی تطبیقی مہدویت در روایات شیعہ واہل سنت، ص ۱۰۹۔

۲. صدوق، محمد بن علی بن بابویہ، عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۲۹۷؛ مفید، محمد بن محمد، الافصاح فی الامامۃ، ج ۲، ص ۲۴۰؛ طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال، ص ۱۴۵؛ خزاز قمی، علی، کفایۃ الاثر، ص ۲۶۶۔

۳. قرطبیؒ، محمد، الجامع لاحکام القرآن، ج ۸، ص ۶۱۲۲۔

۴. احمد ابن حنبل، مسند، ج ۱۷، ص ۴۱۶، حدیث ۱۱۳۱۳۔

زمین کو عدل وداد سے بھر دے گا۔

مسند احمد بن حنبل کے محققین اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین[1]۔ بخاری اور مسلم کی شرط پر اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔

حاکم نیشاپوری، شیخین کی شرط پر اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں[2]۔ ذہبی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ دوسری حدیث میں بھی رسول خداؐ سے یہی تعبیر منقول ہے ''... حتی یملک رجل من اھل بیتی''[3]۔ محققین کے مطابق اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔ اہل سنت کے منابع میں ابن ابی شیبہ کی رسول خداؐ سے روایت بھی موجود ہے:

لَولَم یَبقَ مِنَ الدَّهرِ إلّا یومٌ لَبعثَ الله رجلاً مِنْ اهل بیتی یملوها عدلاً کما مُلِئَتْ جوراً[4]۔

ترجمہ: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو ظلم سے بھری ہوئی دنیا کو عدل سے پر کردے گا۔

ابن ماجہ قزوینی اور محمد بن عیسیٰ ترمذی بھی رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

المہدی منّا اھل البیت[5]۔ ترجمہ: مہدی ہم اہل بیت سے ہیں۔

ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے امام مہدی(عج) کا عترت پیغمبرؐ سے ہونا شیعہ وسنی کے نزدیک ثابت ہے اور دونوں فرقے اس موضوع پر متفق علیہ ہیں اور یہ اس سلسلہ کا کلیدی نکتہ ہے۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ یا عترت رسولؐ خدا سے مراد کیا ہے؟ کیا مدارک اور اسناد میں یہ ایک خاص اصطلاح ہے جو کسی معین شخص کے لئے استعمال ہوتی ہے یا ہر اس شخص کو عترت واہل بیت پیغمبرؐ کہتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح سے نبی اکرمؐ کے گھر سے منسوب ہو اور اس کی علمی اور دینی صلاحیت ثابت ہو؟

اس سوال کے جواب میں سب سے پہلے ہم ان روایات سے روبرو ہوتے ہیں جن میں یہ موجود ہے کہ امام مہدی(عج)، علیؑ کے فرزند اور فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نسل سے ہیں اور ان روایتوں میں پیغمبر اکرمؐ سے آپ کی مشابہت کی تصریح موجود ہے۔ ان روایات کی بنا پر اصطلاح «اہل بیت» کی شناخت کا دائرہ محدود

---

۱. احمد ابن حنبل، مسند، ج ۱۷، ص ۴۱۶، حدیث ۱۱۳۱۳۔

۲. حاکم نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، ج ۴، ص ۵۵۷۔

۳. احمد ابن حنبل، مسند، ج ۱۷، ص ۲۱۰، حدیث ۱۱۱۳۰۔

۴. ابن ابی شیبہ، عبد اللہ، کتاب المصنف فی الاحادیث والاخبار، حدیث ۳۷۶۳۷۔

۵. ابن ماجہ قزوینی، محمد، سنن ابن ماجہ، حدیث ۴۰۸۵ و ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الصحیح (سنن ترمذی)، حدیث ۲۲۳۰۔

ہو جاتا ہے۔ ان کی بنیاد پر آل عقیل، آل عباس اور آل جعفر اس اصطلاح سے خارج ہو جاتی ہے اور اس اصطلاح کو سمجھنے کا راستہ ہموار نظر آنے لگتا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے طبرانی سے اور انہوں نے اپنے اسناد کے ذریعہ عبد اللہ بن عمر سے اور پھر رسول خداؐ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

سَیَخْرُجُ مِنْ صُلب ھذا فَتیً یملأُ الارضَ قِسطاً وعدلاً [۱]۔ ترجمہ: اس کی نسل سے ایک جوان ظہور کرے گا جو زمین کو عدل وداد سے پر کردے گا۔

اس مضمون کو شیخ طوسیؒ نے بھی نقل کیا ہے [۲]۔ جوینی شافعی بھی ابن عباس سے اور وہ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب میری امت کے امام اور ان کے درمیان میرے جانشین ہیں اور جو قائم ومنتظر زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے وہ انہیں کی نسل سے ہوں گے [۳]۔

جن احادیث میں آنحضرت کا نسل حضرت زہراؑ سے ہونے کا تذکرہ ہے وہ تو بہت زیادہ ہیں مثلاً ابن داؤد کی حدیث جو ام سلمہ نے پیغمبر اسلامؐ سے نقل کی ہے کہ "المھدیّ مِنْ عِترتی مِنْ وُلد فاطِمة" [۴]۔ ترجمہ: مہدی(عج) ہمارے خاندان اور فاطمہ سؑ کی اولاد سے ہیں۔

شیعہ منابع میں بھی اس طرح کی احادیث نقل ہوئی ہیں، مثلاً شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے:

المَھدی رَجلٌ مِنْ وُلد فَاطمة [۵]۔

سید محسن امین مرحوم اس سلسلہ کی حدیثوں کو جمع کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اعلم أن جمیع المسلمین متفقون علی خروج المھدی فی آخرالزمان وانہ من ولد علی وفاطمہ وان اسمہ کأسم النبی، والاخبار فی ذالک متواترة عندالفریقین قدر وتھاثقاتھم [۶]۔

ترجمہ: آخری زمانہ کے مہدی(عج) کے خروج پر تمام مسلمان متفق القول ہیں اور فرزند علی وفاطمہ علیہما السلام ہونے پر اتفاق نظر رکھتے ہیں، ان کا نام وہی ہوگا جو پیغمبرؐ کا نام ہے، اس سلسلہ میں فریقین کی متواتر روایتیں موجود ہیں اور موثق راویوں نے اس کی روایت کی ہے۔

---

۱. سیوطی، جلال الدین، العرف الوردی، ص ۲۱۹۔

۲. طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفة الرجال، ص ۱۵۸، حدیث ۱۴۴۔

۳. حموئی، جوینی، ابراہیم، فرائد السمطین، ج ۲۔ ص ۳۲۷، ج ۵۸۹۔

۴. ابوداؤد، سلیمان، سنن ابی داود، حدیث ۴۰۸۶۔

۵. طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفة الرجال، ص ۱۸۷؛ صدوق، محمد بن علی بن بابویہ، عیون اخبار الرضا، ج ۴، ص ۸۰

۶. امین، سید محسن، اعیان الشیعة، ج ۴، ص ۲۴۰۔

خلق وخُلق میں امام مہدی(ع) پیغمبر اسلامؐ کے مشابہ ہیں، اس معنی کی روایتیں فریقین کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً شیخ صدوق نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

القائم منٖ ولدی اسمٗہ اسمی وشمائلہٗ شمائلی[۱]۔

ترجمہ: مہدی(ع) ہمارے فرزند ہیں ان کا نام ہمارے نام جیسا ہے اور ان کے شمائل ہمارے شمائل جیسے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر رسول خداؐ نے فرمایا:

المہدی من ولدی... اشبہ الناس بی خلقاً وخلقا[۲]۔ ترجمہ: مہدی(ع) ہمارے فرزندوں میں سے ہیں اور ظاہری شکل اور اخلاق کے اعتبار سے وہ مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

ابن حبان بھی اپنی صحیح میں رسول خداؐ سے یوں نقل کرتے ہیں:

یخْرُجُ مِنْ اهلِ بیتی یُواطِئُ اسمُہ اسمی وخُلُقہ خُلُقی[۳]۔

ترجمہ: میرے اہل بیت، میں ایک شخص خروج کرے گا جو میرا ہمنام اور ہم خلق ہوگا۔

ابو نعیم[۴] اور خطیب بغدادی[۵] نے بھی رسول خداؐ سے اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے جس کی تعبیر اس طرح ہے:

"رجل من عترتی... یشبہ خلقہ خلقی وخلقہ خلقی یملا الدنیا قسطا وعدلا"۔ ترجمہ: ہماری عترت میں سے ایک شخص ہوگا جس کی شکل وشمائل واخلاق مجھ جیسے ہوں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فریقین کی روایتوں کے مطابق امام مہدی(ع)، عترت رسولؐ سے ہیں اور آپ کا نام اور اخلاق پیغمبرؐ کے نام اور اخلاق سے مشابہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان اوصاف سے مراد کیا ہے۔ شیعوں کا خیال ہے کہ ان علامتوں میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی اولاد میں سے کسی غیر معین انسان کی نشان دہی نہیں کی گئی ہے بلکہ کسی خاص اور معین انسان کا ذکر ہے جو پروردگار کی طرف سے معصوم و منصوب اور خاص اوصاف کا حامل ہے۔ متواتر شیعی روایتوں کی بناپر یہ بات ثابت ہے کہ امام مہدی(ع) فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام ہی ہیں۔ اس کے علاوہ لفظ اہل بیت

---

۱. عیون اخبار الرضا، ج ۲، حدیث ۲۵۷ و ۴۱۵۔

۲. ایضاً، ج ۱۔ حدیث ۲۸۶؛ طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفة الرجال، ص ۱۸۹؛ نعمانی، محمد، کتاب الغیبة، ص ۲۱۴۔

۳. ابن حبان، صحیح ابن حبان بہ ترتیب ابن بلبان، ج ۵، حدیث ۲۳۷۔

۴. دیکھئے گنجی شافعی، محمد، البیان فی اخبار صاحب الزمان، ص ۷۱۔

۵. خطیب بغدادی، احمد، تاریخ بغداد او مدینة السلام، ج ۹، ص ۴۷۱۔

کے تجزیہ و تحلیل سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

اصطلاح اہل بیت کی شناخت

پہلے ہم اس لفظ کو «بیت نبوت» کے سلسلہ میں لغت میں تلاش کریں گے اور بعض اہل علم کی صحیح اور مکمل تحقیق نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا ہے۔

لغت میں "اہل" کے معنی شائستہ، سزاوار[۱] اور مستوجب[۲] کے ہیں۔ عرف میں بھی اس کے ظاہری معنی معنی یہی ہیں۔ جب یہ لفظ کسی شئے یا شخص کے ساتھ مضاف ہوتا ہے (اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے) تو مضاف الیہ کی مناسبت سے اس کے دوسرے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ کچھ محققین نے گھر میں رہنے والوں کو اہل بیت سمجھا ہے[۳]۔ فیّومی نے "الاہل" کا معنی "اہل بیت" بتاتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں اصل رشتہ داری ہے[۴]۔ راغب نے بھی اہل بیت کے مجازی استعمال کا سہارا لیتے ہوئے اس کے بارے میں یہ بات کہی ہے کہ جسے نسبی تعلق حاصل ہے اسے اہل بیت کہتے ہیں[۵]۔

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ لغت میں ہر اس شخص کو اہل بیت کہتے ہیں جو گھر میں ساکن ہو یعنی بیوی بچوں پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور رشتہ داری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عرف میں بھی یہی معنی ہے۔

پیغمبرؐ خدا کا گھر چونکہ وحی کے نزول کی جگہ ہے اور بیت نبوت بھی ہے اس وجہ سے آپ کے گھر کے بارے میں دو طرح سے یہ لفظ استعمال ہوگا۔ کبھی اہل بیت پیغمبرؐ کہہ کر بیت سے محل سکونت مراد ہوگا تو ایسی صورت میں آپ کے لئے بھی اہل بیت کے وہی معنی ہوں گے جو دوسروں کے لئے مراد لئے جاتے ہیں یعنی خانوادہ کے معنی میں یا آنحضرتؐ کی مطلق رشتہ داری کے معنی میں اور کبھی محل نزول وحی اور بیت نبوت کی خصوصیت کے لحاظ سے لفظ اہل بیت کا استعمال ہوگا، ایسی صورت میں گھر میں رہنے والے، خانوادہ یا آنحضرتؐ کے مطلق رشتہ دار مراد نہیں ہوں گے بلکہ وہ افراد مراد ہوں گے جو علمی، عملی اور انسانی صفات کے اعتبار سے آپ کے گھر کے لئے مناسب افراد ہوں[۶]۔ یہاں چند نکات پر توجہ ضروری ہے:

---

۱. انیس، ابراہیم، المعجم الوسیط، ص ۳۱۔
۲. ابن سیدہ، علی، المحکم، ج ۴، ص ۲۵۶۔
۳. فراہیدی، خلیل، ترتیب کتاب العین، ج ۴، ص ۸۹؛ ابن منظور، محمد، لسان العرب، ج ۱، ص ۲۵۳۔
۴. فیومی، احمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ص ۳۳۔
۵. راغب اصفہانی، حسین، مفردات الفاظ القرآن، ص ۲۵۔
۶. بابایی، علی اکبر، روش شناسی تفسیر قرآن، ص ۶۷-۹۸۔

۱. اہل بیت کے دوسرے معنی کی تطبیق کے دائرہ میں وسعت اور تنگی کی گنجائش موجود ہے اس وجہ سے شارع کی طرف سے اس کے حدود کا معین ہونا ضروری ہے۔ اس تطبیق کے موقع پر پہلے معنی والے افراد کا اس مصداق میں داخل ہونا یا اس سے نکل جانا بھی ممکن ہے۔ مثلاً خداوند عالم نے نوح کے بیٹے کے لئے فرمایا: إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ[1]۔ وہ بیٹا ضرور ہے مگر نوح کے اہل سے نہیں ہے۔

۲. اس معنی میں انتساب کی لیاقت کے کئی مراتب ہوں گے جو خاص ذاتی یا اکتسابی معیار کی بنیاد پر طے کئے جائیں گے۔ عرب اور غیر عرب صحابہ (مثلاً صہیب رومی و بلال حبشی) کے درمیان سلمان فارسی "منّا اهل البیت" کے اعزاز سے نوازے گئے یعنی سلمان ہم اہل بیت میں ہیں[2]۔

اہل بیت نبوت کی طرف منسوب ہونے والے لیاقت کے بہت اعلیٰ نمونے کے چند مخصوص افراد کے لئے ہی پیغمبرؐ کی زبان پر اہل بیت کے دوسرے معنی کی تطبیق ہوئی ہے اور اسے بطور اصطلاح یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب لفظ اہل بیت (اور کبھی لفظ "عترت" کے اضافہ کے ساتھ) استعمال ہوتا ہے تو انہیں افراد کی طرف انسان کا ذہن متوجہ ہوتا ہے۔

مختلف احادیث میں اس لیاقت کے اعلیٰ نمونے آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں، خاص کر حدیث ثقلین میں خدا نے ان کو قرآن کا ساتھی قرار دیا ہے:

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهلبیتی..." اس حدیث میں عصمت، مخصوص علم، ہدایت کی صلاحیت اور اسوہ ہونے جیسے اعلیٰ صفات کو اہل بیت اور خاص طور سے امام مہدی(ع) کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں:

۱. فرزندان علیؑ میں گیارہ معصومینؑ کے علاوہ آل عقیل، آل عباس، آل جعفر اور ازواج[3] پیغمبرؐ میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ جن دو گراں قدر چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہم ہیں۔ ممکن ہے کہ اہل بیت پیغمبرؐ یعنی آنحضرتؐ کے گھر کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ انہوں نے کیا ہو (حق یا باطل طور پر اثبات مدعا کے لئے)، لیکن قرآن کا ساتھی ہونے کا دعویٰ ان کی طرف سے کبھی نہیں ہوا کیونکہ وہ تمام معارف قرآن سے واقف نہیں تھے۔ انہوں نے اپنی حد تک دوسروں سے اس سلسلہ میں کچھ حاصل کیا تھا۔

۲. اگر وہ سب قرآن کے برابر ہوتے اور انسان ان کی سیرت اور سنت سے تمسک کر کے گمراہی سے

---

۱. سورہ هود، آیت ۴۶۔

۲. کلینی، محمد، الکافی، ج ۱، ص ۴۰۱؛ مزی، یوسف، نمبر ۳۸-۲۴۔

۳. حدیث ثقلین سے متعلق بعض روایتوں میں ازواج کو اہل بیت سے خارج کرنے کی صراحت موجود ہے (قشیری نیشاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج ۴، حدیث ۲۴۰۸)۔

نجات پالیتا تو پھر ان میں آپس میں اختلاف کیوں ہوا؟ کیونکہ جو لوگ قرآن کے ساتھ ہوں گے ان میں قرآن کی طرح آپس میں اختلاف نہیں پایا جائے گا۔

۳. اہل بیت سے مراد کون افراد ہیں پیغمبرؐ نے اس حدیث میں اسے یقینی طور پر بیان کر دیا ہے۔ کیونکہ پیغمبرؐ ہدایت بشر کے راستہ کا تعارف کرا رہے ہیں اور اگر یہاں مراد نہ بیان کریں گے تو حدیث کے بیان کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ اور اس بات کا امکان ہے کہ بیت پیغمبرؐ کی طرف منسوب دوسرے افراد اس بلند مرتبہ کو حاصل کرنے کے لئے طمع سے کام لیں۔ اسی وجہ سے بعض روایتوں میں یہ بات موجود ہے کہ جب رسول خداؐ نے حدیث ثقلین بیان فرمائیں تو کچھ اصحاب نے پوچھا کہ آپ کی عترت کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "علی، حسن، حسین اور قیامت تک حسینؑ کی نسل میں پیدا ہونے والے امام ہیں"[۱] اس سلسلہ میں فریقین سے دوسری حدیثیں بھی نقل ہوئی ہیں[۲]۔ ان احادیث کے درمیان کوئی کوئی تعارض نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ فریقین کے مصادر میں رسول خداؐ سے کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے جس کی اس حدیث کی تفسیر میں معصومین کے علاوہ کسی دوسرے کو پیش کیا گیا ہو۔

اگر اہل سنت صحیح السند حدیث "اثنا عشر خلیفہ"[۳] کے معنی کے سلسلہ میں حیرانی سے بچنا چاہتے ہیں تو اس حدیث پر حدیث ثقلین اور اہل بیتؑ کے سلسلہ کی دوسری حدیثوں کے ساتھ ملا کر غور و فکر کریں۔

صحیح اسناد کے ساتھ شیعی روایات میں[۴] اور اہل سنت کی بعض روایات میں امام جعفر صادقؑ سے پیغمبر اعظمؐ کی حدیث منقول ہے کہ ابو بصیر نے پوچھا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ علیؑ اور اہل بیتؑ کا نام کتاب خدا میں کیوں موجود نہیں ہے تو آپ نے فرمایا:

"قولوا لهم ان رسول الله نزلت عليه الصلاة ولم يسم الله لهم ثلاثاً او اربعاً حتّى كان رسول

---

۱. عیون اخبار الرضا، ص ۹۰-۹۱، حدیث ۴؛ ایضاً، ج۱، ص ۲۴۴؛ حر عاملی، محمد، اثبات الهداة بالنصوص والمعجزات، ج۱، ص ۴۸۹-۴۹۹؛ فرائد السمطین، ج۱، ص ۳۱۲-۳۱۸؛ ابن عقدہ، احمد، کتاب الولایۃ، ص ۲۰۲۔

۲. عیون اخبار الرضا، ج۱، ص ۲۴۰، ص ۵۷؛ قندوزی حنفی، سلیمان، ینابیع المودہ، ص ۴۳۰؛ مجمع البیان لعلوم القرآن، ص ۳۷۵۔

۳. فریقین کے مصادر میں مختلف اسناد کے ساتھ یہ حدیث پیغمبر خداؐ سے منقول ہے ان میں عزت اسلام، قیام دین، امارت امت وغیرہ کو بارہ خلفاء میں منحصر بتایا گیا ہے۔ فریقین کے مصادر، اسناد اور اس حدیث کے معنی سے متعلق معلومات کے لئے علی اربلی، کشف الغمہ، ج۱، ص ۱۱۳-۱۳۰ اور توجیہات اہل سنت کے لئے جلال الدین، تاریخ الخلفاء ص ۱۱-۱۳؛ علی آل محسن، مسائل الخلافیہ والرای الحق فیہ ص ۹-۴۳ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۴. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمہ الاطہار، ج ۳، ص ۲۱۳۔

الله هو الذی فسر ذالک...“[1]۔

ترجمہ: ان سے کہو کہ قرآن میں نماز کا حکم رسول خداؐ پر نازل ہوا لیکن اس میں تین اور چار رکعت کا ذکر نہیں ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس کی تفسیر لوگوں سے بیان کی۔ زکوۃ کا حکم نازل ہوا لیکن اس میں یہ نہیں لکھا تھا کہ ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوۃ واجب ہے، رسول اکرمؐ نے اس کی تفسیر بیان کی۔آیت أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الامْرِ مِنكُمْ[2]، علی وحسنؑ وحسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور (اسی وجہ سے) رسول خداؐ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تم سے کتاب خدا اور اپنے اہل بیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں نے خدا سے یہ کہا ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان جدائی نہ ڈالے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں، خدا نے مجھے یہ چیز عطا کی۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم انہیں کچھ تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں، یہ تمہیں ہدایت سے جدا نہیں کریں گے نہ گمراہ کریں گے، اس کے بعد امام نے فرمایا کہ اگر پیغمبرؐ خاموش رہ جاتے اور اپنے اہل بیتؑ کا (جو ان اوصاف کے حامل ہیں) تعارف نہ کراتے تو آل فلاں اور آل فلاں اپنے لئے یہ دعویٰ کر بیٹھتے لیکن خدائے متعال نے آیۃ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً[3] کے ذریعہ اپنے رسولؐ کی تصدیق کی اور رسول خداؐ نے خانۂ سیدہ میں علی وحسن وحسین اور فاطمہ زہرا علیہم السلام کو ایک چادر کے نیچے لیکر فرمایا: ”خدایا ہر پیغمبر کے اہل وثقل ہیں یہ ہمارے اہل بیت اور ثقل ہیں“،ام سلمہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کے اہل سے نہیں ہوں؟ حضرتؐ نے جواب دیا: تم خیر پر ہو لیکن یہ میرے اہل بیت اور ثقل ہیں....

امام ہادیؑ نے بھی حدیث ثقلین کو قرآن (کے سورہ مائدہ کی آیت ۵۵) سے ربط دیکر مذکورہ معنی میں لفظ اہل بیت کی صحت کی تائید کی ہے[4]۔

۴. بیت رسالت کی طرف منسوب افراد کی زندگی کی واقعیت بھی یہی بتاتی ہے کہ صرف حضرت علیؑ اور آپ کے بعد گیارہ امام، تمام معارف قرآن سے واقف تھے اور جو جو علوم ومعارف حضرت علیؑ نے

---

۱. کلینی، محمد، الکافی: ج۱، ص ۲۸۶-۲۸۷؛عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی، ج۱، ص ۴۰۸ و ۴۱۰؛ فرائد السمطین، ج ۱، ص ۳۱۷، کتاب الولایۃ، ص ۲۰۲؛ حسکانی، عبید اللہ بن عبد اللہ، شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ج ۱، ص ۱۹۱۔

۲. سورہ نساء، آیت ۵۹۔

۳. سورہ احزاب، آیت ۳۳۔

۴. بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، ج ۲، ص ۲۵۵۔

رسول خداؐ سے حاصل کئے تھے وہ یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے رہے اسی وجہ سے ایسی کوئی بھی روایت نہیں ملتی جس میں یہ لکھا ہو کہ ان کے سامنے فلاں آیت پیش کی گئی تو انہوں نے کہہ دیا ہو کہ مجھے نہیں معلوم[۱]، یا دوسروں کے سامنے احتجاج کرتے وقت ان میں سے کوئی عاجز ہوگیا ہو[۲] یا کسی نے ان کی دلیل کا ابطال کردیا ہو، حقیقت کی جستجو میں رہنے والے افراد نے ان ائمہ کے علوم کی بلندی اور حقائق قرآن کے انکشاف کے سلسلہ میں ان کی انفرادی خصوصیت کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے[۳]۔

۵. اگر علماء کے درمیان حدیث ثقلین میں مصداق "اہل بیت" کے سلسلے میں اختلاف بھی ہو تو ان کے تمام اقوال کے درمیان اتنا تو یقینی ہے کہ اصحاب مباہلہ کے لئے آنخضرتؐ نے فرمایا "اللھم ھٰؤلاء اھلبیتی"[۴] اصحاب کساء کے لئے بھی یہی تعبیر موجود ہے۔ آنخضرتؐ نے وہاں بھی فرمایا: "اللھم ھؤلاء اھلبیتی وخاصتی..." (اور بڑے واضح الفاظ میں اپنی زوجہ ام سلمہ کو اس کساء سے الگ رکھا) لہٰذا اس مصداق[۵] میں یہ دو مفہوم داخل ہیں اور اس میں کوئی تردید نہیں ہے۔ اصحاب کساء کے لئے بھی اجماع ہے کہ حدیث ثقلین میں امام حسینؑ کی نسل سے آپ کی معصوم اولاد اہل بیت ہیں۔

٦. حدیث ثقلین میں جن اہل بیت کا ذکر ہوا ہے انہیں دنیا کا سب سے بلند انسان ہونا چاہئے برخلاف صحابہ کے جن میں بعض کا مرتبہ بہت بلند ہے مگر صلوات میں حضور رسول اکرمؐ کے ساتھ صرف اہل بیتؑ کا ذکر آیا ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ معتبر کتابوں من جملہ صحیحین میں متواتر روایتوں کے حوالہ سے یہ تذکرہ موجود ہے کہ ابوسعید خدری، بشیر بن سعد، ابوہریرہ اور بریدۂ خزاعی جیسے اصحاب نے پیغمبرؐ سے پوچھا کہ کیف نصلی علیک؟ آپ پر ہم کس طرح درود پڑھیں تو آپؐ نے فرمایا: قولوا اللھم

---

۱. الکافی، ج ۱، ص ۲۸۴، ج ۸، ص ۳۹۰، حدیث ۵۸٦؛ شریف، رضی، نہج البلاغہ، خطبہ ۴۳۲، حکمت ۲۰٦۔

۲. ایضاً، ج ۱، ص ۲۸۴ و ج ۸، ص ۳۹۰۔

۳. مثلاً تابعین میں سے قتادہ نے امام محمد باقرؑ سے مناظرہ میں اس کا اعتراف کیا (حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۲۷، باب ۱۳، حدیث ۳۵) اور امام رضاؑ سے مناظرہ میں علی بن الجھم نے بھی اعتراف کیا ہے، (محمد جواد محمودی، ترتیب الامالی، ج ۲، ص ۷ - ۱۱)۔

۴. قشیری نیشاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج ۴، ص ۱۸۷۱، حدیث ۲۴۰۴؛ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، ج ۵، ص ۲۵۵؛ نسائی، احمد، خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالب، ص ۳۳؛ مسند الامام احمد بن حنبل، ج ۳۔ ص ۱٦۰۔

۵. حدیث کساء اور آیہ تطہیر کے سلسلے میں احادیث نیز اہل بیت کے سلسلے میں پیغمبر اسلامؐ کی تصریح کہ اس میں صرف علی، فاطمہ، حسن اور حسین شامل ہیں، اتنی زیادہ مروی ہیں کہ ان میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی صرف حاکم نیشاپوری نے پانچ طریقوں سے یہ حدیث بیان کی ہے اور ان کے اسناد کی صحت میں بخاری و مسلم یا کسی ایک کے شرط کی تصریح ہے (حاکم نیشاپوری، مستدرک، ج ۳، ۱۴٦-۱۴۸)۔

صلی علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم[۱]۔

سترہ اصحاب سے اس مضمون کی حدیث منقول ہے۔ بعض روایتوں میں پیغمبر اسلامؐ نے اصحاب کو ناقص صلوات پڑھنے سے منع فرمایا[۲] اور بعض سنی محققین کے قول کے مطابق "اللّھم صلی علی محمّد وآل محمد" کی شکل میں صلوات متفق علیہ ہے[۳]۔

محمد و آل محمدؐ کے ساتھ ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلوات کا ضمیمہ شاید اس لئے شامل کیا گیا کہ آل ابراہیم کے درمیان تاریخ میں ایسے انبیاء و اوصیاء نظر آتے ہیں جنہوں نے ابراہیمی شریعت کو جاری رکھا اور آل محمدؐ بھی شریعت محمدیؐ کو ترویج دینے اور اس کے حقائق کو زندگی بخشنے والے ہیں اس مناسبت سے محمد و آل محمدؐ اور ابراہیم وآل ابراہیم پر صلوات کا ایک ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

۷. حدیث ثقلین میں پیغمبرؐ کے قول کے مطابق اہل‌بیت انہیں افراد کو ہونا چاہئے جن میں خصوصی اوصاف مثلاً "کشتی نوح[۴]"، "امت کے اختلاف سے تحفظ کا ذریعہ[۵]"، ان سے جنگ پیغمبرؐ سے جنگ سے صلح پیغمبر سے صلح[۶] جیسے صفات پائے جاتے ہوں اور ہمیں یقین ہے کہ بیت نبوت کی طرف

---

۱. کیفیت صلوات از نگاہ فریقین، ص ۷۳-۷۴۔

۲. کیفیت صلوات از نگاہ فریقین، ص ۷۳-۷۴۔

۳. الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ، ص ۲۳۴۔

۴. اثبات الہداۃ بالنصوص والمعجزات، ج ۱، ۵۵۷؛ حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۳۴۳، ج ۳، ص ۱۵۰؛ طبرانی، سلیمان، المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۳۹؛ ابو نعیم اصفہانی، احمد، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج ۴، ص ۳۰۶؛ الصواعق المحرقہ، ص ۱۸۴ و ۲۳۴؛ شہرستانی عبد الکریم، مفاتیح الاسرار و مصابیح الانوار، ج ۱، ص ۱۹۹۔

۵. رسول خداؐ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ آسمان کے ستارے اہل زمین کے لئے امام ہیں ان کی بدولت زمین والے غرق ہونے سے محفوظ ہیں اور میرے اہل‌بیت بھی میری امت کے لئے امان ہیں ان کے ذریعہ اختلاف کا دروازہ بند ہوجاتا ہے لہٰذا اگر کسی قبیلہ نے ان سے اختلاف کیا تو وہ اپنے اندرونی اختلاف کی بناپر حزب شیطانی میں داخل ہوجائے گا۔ (حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۴۴۸، ج ۳، ص ۱۴۹ و ۴۵۷؛ الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ، ص ۱۴۰ و ۱۴۱؛ حمویی، جوینی، فرائد السمطین، ج ۱، ص ۴۵، ج ۲، ص ۲۵۲؛ طبری، احمد، ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی، ص ۱۷)۔

۶. زید بن ارقم سے منقولؓ پیغمبرؐ کی اس حدیث میں ارشاد ہوا ہے: "انہ، قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم" علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام کے لئے فرمایا، تم جس سے صلح کروگے ہماری بھی اس سے صلح ہے اور جس سے تم جنگ کروگے ہماری بھی اس سے جنگ ہے، اس کے دوسرے مآخذ کی معلومات کے لئے احقاق الحق، مولفہ قاضی نور اللہ شوشتری، ص ۱۶۱-۱۷۴ ملاحظہ فرمائیں۔ (ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع السنن، ج ۵، ص ۳۶۰، حدیث ۳۹۶۲؛ ابن ماجہ قزوینی، محمد، سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۵۲، حدیث ۱۴۵؛ حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۴۹)۔

منسوب ہونے والے ہر شخص میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے۔ ان اوصاف کے حامل صرف وہ افراد ہیں جن کا علم، سنت پیغمبرؐ اور کتاب خدا کے مطابق ہے اور قرآن کی طرح وہ بھی مقام عصمت پر فائز ہیں۔

اس بنا پر امام مہدی(عج) سے متعلق احادیث میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد یہی اصطلاحی معنی ہے اور ان افراد کو اہل بیت کہا جائے گا جو مخصوص اور منصوب ہیں اور سیرت نبی اسلامؐ میں جنہیں ہمیشہ ارجمند، بلند اور بافضیلت گردانا گیا ہے۔

اہل بیت کے اصطلاحی معنی کو جاننے اور دینی نظام میں ان کی حیثیت کو سمجھنے کے لئے ان احادیث کی تھوڑی سی توضیح کسی حد تک مددگار ثابت ہوگی جس میں رسول خداؐ نے اہل بیت کے اصطلاحی معنی بتائے ہیں اور وجود امام اور ضرورت معرفت امام کا ذکر کیا ہے اور فریقین نے انہیں نقل بھی کیا ہے۔ پیغمبرؐ اسلام ارشاد فرماتے ہیں:

مَن مَاتَ ولیس علیہ امام فمیتَتُہ میتۃً جاھلیۃ[1]۔ ترجمہ: جو مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

کلینی نے باب "من مات ولیس لہ امام" میں اس حدیث کو دوسری حدیثوں کے ساتھ نقل کیا ہے، بعض شیعہ علماء مثلاً شیخ مفید (متوفی ۴۱۳ق) کی نظر میں یہ حدیث متواتر ہے۔ اہل سنت کے متعدد مدارک میں بھی یہ حدیث منقول ہے۔ منجملہ ان کے مسند احمد بن حنبل اور صحیح ابن حبان میں رسول خداؐ سے مروی ہے:

من مات بغیر امام مات میتۃ جاھلیۃ[2]۔ البتہ محققین مسند احمد اس حدیث کو "صحیح لغیرہ" جانتے ہیں[3]۔

اس انتخاب، منزلت اور ضرورت معرفت کی جڑیں قرآن سے ان کے خصوصی رابطہ میں پنہاں ہیں۔ یہ وہ افراد ہیں جنہیں حدیث ثقلین میں قرآن کے ساتھی کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے۔ فریقین کے اتفاق نظر کی بنیاد پر امام مہدی(عج) کی تحریک، احیاء اسلام کی تحریک ہے، آپ کا مقصد احیائے دین ہے اور آپ انسانوں کو خالص توحید کی طرف بلانا چاہیں گے تاکہ تمام ادیان پر، دین حق کے غلبہ کا الٰہی وعدہ پورا ہو[4]۔

---

۱. الکافی، ج۱، ص۳۷۶۔

۲. مسند الامام احمد بن حنبل، ج۴، ص۲۱۹؛ ابن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج۱۰، ص ۴۳۹۔

۳. ایضاً، ص۲۹۱۔

۴. دیکھئے: قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر (المنسوب الی) القمی، ج۱، ص۲۸۹؛ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان لعلوم القرآن، ج۷، ص۲۴۰؛ رازی ابو الفتوح حسین بن علی، روض الجنان وروح الجنان، ج۴، ص۵۳؛ ابن شہر آشوب، محمد، مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص۶۹؛ فیض کاشانی، محمد محسن، الصافی فی تفسیر القرآن، ج۲، ص۲۳۸-۲۳۹؛ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ج۷، ص

لٰہذا یہ ضروری ہے کہ:

۳. ہم ان کو اسی اہل بیت میں سے سمجھیں جن کے اوصاف مخصوص ہیں اور حدیث ثقلین میں جنہیں قرآن کا ہم وزن قرار دیا گیا ہے۔

۴. انہیں یقین کی منزل میں خالص توحید سے آراستہ ہونا چاہئے تاکہ ایک طرف تو وہ بغیر کسی خطا کے دین کی معرفت رکھتے ہوں اور دوسری طرف بغیر لغزش وخطا کے اسے نافذ کریں تاکہ دین حق کے سلسلہ میں ارادۂ خدا پورا ہو، اور یہ وہی مقام ہوگا جسے مقام عصمت کہتے ہیں۔ حقیقت میں ایسی ہی شخصیت کی معرفت، انسان کو جہالت کی موت سے نجات دیتی ہے اور کسی دوسرے فرد کے لئے ایسی صلاحیت قابل اثبات نہیں ہے۔

امام مہدی (ع) اور اہل بیتؑ کے قرآن سے رابطہ کے آثار

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث ثقلین اور دوسری حدیثوں میں اہل بیت سے مراد مخصوص افراد ہیں اور امام مہدی (ع) انہیں میں سے ایک ہیں، تو امام مہدی (ع) اور اہل بیتؑ کے قرآن سے رابطہ کے آثار پر بھی نظر ڈالنی چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ امام مہدی (ع) کے بعض اوصاف معلوم ہو سکیں:

الف: میزان ہدایت: حدیث ثقلین کی بنیاد پر قرآن کے ساتھ ساتھ اہل بیت سے تمسک گمراہی سے نجات کا ذریعہ ہوگا کیونکہ اہل بیتؑ، کتاب خدا کا دوسرا نسخہ ہیں اور ان کی فکر قرآن پر منطبق ہوتی ہے وہ قرآن جو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے، اس کے علاوہ گمراہی ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن سے کسی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے اور ہدایت پاجاتا ہے تو اہل بیت سے بھی اتنا ہی بہرہ مند ہوگا[1]۔ اس کے علاوہ قرآن کے سلسلہ میں اہل بیتؑ جو کچھ بیان کریں گے اس میں خطا کا شائبہ نہیں ہوگا ورنہ قرآن کے ساتھ ان سے تمسک کے نتیجہ میں گمراہ نہ ہونے کی ضمانت نہ ہوتی۔

اہل بیتؑ کے سلسلہ میں اس رخ کو رسول اکرمؐ نے یوں بیان فرمایا ہے: هم مع القرآن والقرآن معهم لایفارقونه ولایفارقهم حتی یردوا علی الحوض[2]۔

۴۴۰، ۴۴۱، طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۵، ص ۱۵۲؛ ابن جریر، محمد، جامع البیان عن تاویل ای القرآن، ج ۱۴، ص ۸۸؛ بغوی، حسین، معالم التنزیل، ج ۶، ص ۲۸، واحدی نیشاپوری، علی بن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، ج ۲۔ ص ۴۹۱؛ قرطبیّ، محمد، الجامع لاحکام القرآن، ج ۸، ص ۱۲۱۔

۱. الکافی، ج ۱، ص ۵۱ و ۳۹۹۔

۲. ایضاً، ج ۱، ص ۱۹۱؛ کتاب الولایہ، ص ۱۹۹، فرائد السمطین، ج ۱، ص ۳۱۴۔

ترجمہ: اہل بیت قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے، یہ قرآن سے جدا نہیں ہیں اور قرآن ان سے جدا نہ ہوگا یہاں تک یہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

علم و عمل کے اعتبار سے اہل بیتؑ قرین قرآن ہیں۔ کتاب خدا کے تمام علوم و معارف ان کے پاس موجود ہیں، اس وجہ سے یہ ہدایت کا نمونہ ہیں اگر انہیں قرآن کا کوئی حصہ سمجھ میں نہیں آئے گا تو وہ حصہ ان سے جدا ہو جائے گا اور پیغمبرؐ کی حدیث میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت علیؑ نے بڑے اچھے اور خوبصورت انداز سے اور معجزانہ الفاظ میں اس کی تعبیریوں پیش کی ہے:

فمضیٰ لسبیلہ وترک کتاب اللہ واھل بیتہ، امامین لایختلفان واخوین لایتخاذلان ومجتمعین لا یفترقان...[۱]۔

ترجمہ: پس پیغمبر خداؐ دنیا سے چلے گئے لیکن آپ نے ان دونوں کو امت کے درمیان چھوڑ دیا یہ دونوں ایسے پیشوا ہیں جو ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کرتے۔ ایسے دو بھائی ہیں جو ایک دوسرے کو ذلیل نہیں کرتے یہ ایک ساتھ ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

لہٰذا صرف یہی افراد قرآن کے برابر اور اسوۂ ہدایت ہیں۔ ان کے بارے میں ہی پیغمبر اسلامؐ کی خاص وصیت ہے ورنہ پیغمبرؐ سے نسبی رابطہ رکھنے والے ہر مومن کا ایسے مقام و مرتبہ پر فائز ہونا ناممکن ہے کیونکہ یہ وحی، سنت اور سیرت رسول خداؐ کے خلاف ہے۔

ب: قرآن ناطق: امام مہدی(عج) اور اہل بیتؑ، قرآن ناطق ہیں۔ اس سلسلہ میں گذشتہ روایتوں کے علاوہ دوسرے منابع سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ نہج البلاغہ میں مولائے کائنات نے اہل بیت کے بارے میں حدیثیں بیان کی ہیں اور متعدد مقامات پر اہل بیت اور قرآن کے مرتبہ کو ظاہر کرکے قرآن سے متعلق ان کے خاص علوم سے پردہ ہٹایا ہے۔ مثلاً خطبہ ۱۴۷ میں آپ فرماتے ہیں:

واعلموا انکم لن تعرفوا الرشد حتی تعرفوا الذی ترکہ ولن تاخذوا بمیثاق الکتاب حتّٰی تعرفوا الذی نقضہ ولن تمسکوا بہ حتی تعرفوا الذی نبذہ، فالتمسوا ذلک من عند اھلہ فاِنّھم عیش العلم وموت الجھل ھم الّذین یخبرکم حکمھم عن علمھم وصمتھم عن منطقھم وظاھر ھم عن باطنھم لایخالفون الدین ولایختلفون فیہ فھو بینھم شاھد صادق وصامت ناطق۔

ترجمہ: جان لو کہ جب تک تم ان لوگوں کو نہیں پہچانو گے جنہوں نے ہدایت کو چھوڑ دیا اس وقت تک

۱۔ ابن طاوس، علی، کشف المحجۃ لثمرۃ المہجۃ، ص ۲۳۸۔

ہدایت و نجات کو نہیں پہچان سکتے، جب تک قرآن سے عہد و پیان توڑ دینے والوں کو نہیں جانو گے اس وقت تک قرآن سے عہد و پیان مضبوط نہیں ہوگا اور جب تک قرآن کو پس پشت ڈال دینے والوں کو نہیں پہچانو گے اس وقت تک قرآن سے تمسک نہیں کر سکتے لہٰذا ان کے پاس ہدایت تلاش کرو جو اس کے اہل ہیں (وہ عترت پیغمبرؐ ہیں) ان کی بدولت علم کی زندگی اور جہل کی موت ہے۔ ان کا حکم ان کے علم سے تمہیں باخبر کرتا ہے، ان کی خاموشی ان کی گفتگو اور ان کا ظاہر ان کے باطن کی حکایت کرتا ہے۔ نہ وہ دین کے خلاف ہیں اور نہ اس سے ان کا کوئی اختلاف ہے۔ دین ان کے نزدیک گواہ صادق اور سکوت گویا ہے۔

جن افراد کو امام نے اس خطبہ میں علم کی زندگی اور جہل کی موت سے تعبیر کیا ہے وہ اہل بیت کے سوا اور کوئی نہیں ہیں اس بات پر آپ کے دوسرے خطبے بھی گواہ ہیں کہ جن میں صرف اہل بیت کے لئے ایسے اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (خطبہ ۲۳۹)

اہل بیتؑ کے ایسے صفات کا تذکرہ نہج البلاغہ میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس کی صرف فہرست پیش کی جائے تو کئی صفحات درکار ہوں گے (نمونہ کے طور پر خطبہ ۲، ۸۷، ۹۳، ۹۴، ۱۲۰، ۱۴۴، ۱۵۴،... اور حکمت ۱۴، ۱۰۹ ملاحظہ فرمائیں)

صحیفۂ سجادیہ میں بھی اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں ایسی تعبیریں موجود ہیں مثلاً چوتھی دعا میں ارشاد ہوتا ہے:

اللهم يا من خص محمداً وآله بالكرامة... وجعلهم ورثة الانبياء وعلّمهم علم ماكان ومابقى...[۱] ترجمہ: اے وہ خدا! جس نے آل محمدؐ کو کرامت سے مخصوص کیا اور انہیں وارث انبیاء قرار دیا... اور انہیں گذشتہ اور آئندہ کا علم عطا کیا۔

آپ دوسری دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللهم انك انزلته (اى القرآن) على نبيك محمد صلى الله عليه وآله مجملاً وألهمته علم عجائبه مكملاً وورثتنا علمه مفسراً... وقويتنا عليه لترفعنا فوق من لم يطق حمله (دعا، ۴۲)

ترجمہ: خدایا تو نے اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن بطور اجمال (بغیر شرح کے) نازل کیا اور عجائب اور راز کو تو نے ان پر مکمل طور پر الہام کر دیا اور ہمیں ان کے علم کی تفسیر و توضیح کا وارث بنایا اور جو اس کے علم سے آگاہ نہیں ہیں تو نے ہمیں ان پر برتری عطا کی اور علمی لحاظ سے تو نے ہمیں ان سے

---

۱. فیض الاسلام، صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۴۔

قوی بنایا تا کہ ان سے برتر قرار دے جو اس کے بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ج: وارث معارف الٰہی: ان ادلہ کو دیکھنے کے بعد قرآن سے متعلق اہل بیتؑ اور خاص کر امام مہدیؑ کے علم کی کمیت اور کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ امامؑ وارث علم اولین وآخرین ہیں کیونکہ قرآن میں تمام علوم موجود ہیں اور اہل بیت اور خاص کر امام مہدی(عج) تمام معارف قرآن سے واقف ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

انی لاعلم خبر السماء وخبر الارض وخبر ماکان وماھو کائن کانہ فی کفّی (ثم قال) من کتاب اللہ اعلم ان اللہ یقول: فیہ تبیان کل شئی[1]۔

ترجمہ: میں آسمان وزمین کی خبر سے واقف ہوں اور جو بھی تھا اور جو کچھ ہے اس سے آگاہ ہوں جیسے وہ سب میری ہتھیلی پر موجود ہے (پھر آپ نے فرمایا) یہ ساری باتیں ہمیں کتاب خدا سے معلوم ہیں۔ خدا (قرآن کے بارے میں) فرماتا ہے قرآن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔

چونکہ قرآن کریم کے معارف بے کراں ہیں اس بناپر اس حدیث پر ایجابی نظر ڈالی جائے اور غور وخوض کیا جائے۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی قرآنی معارف کی طرف اشارہ کرتی ہے:

من اراد علم الاولین والآخرین فلیثوّر القرآن[2]۔

ترجمہ: جو اولین وآخرین کا علم حاصل کرنا چاہے وہ قرآن کو کھنگالے (یعنی قرآن پر اچھی طرح غور کرے اور اس کے معارف کو پہچانے)

اس وجہ سے قرآن کے ظاہر، باطن، تاویل، تنزیل، محکم، متشابہ، ناسخ، منسوخ جیسے تمام معارف سے امام مہدی(عج) اور تمام اہل بیتؑ کو واقفیت ہے لہٰذا وہ کسی کے سوال کے جواب میں عاجز نہیں ہوتے اور نہ ہی احتجاج کے موقع پر شکست سے دوچار ہوتے ہیں اس کے برخلاف دوسرے افراد نے نہ تو اس سطح پر کبھی کوئی ایسا دعویٰ کیا اور نہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

د: بے خطا علم: اہل بیتؑ اور امام مہدی(عج) پاک وپاکیزہ ہیں، قرآنی معارف کی بلندیاں اور مطالب کی گہرائیاں ان کی روشن اور تابناک فکر میں محسوس طریقہ پر موجود ہیں کیونکہ قرآن نے اسے ایک کبریٰ کلیہ کی شکل میں بیان کیا ہے:

---

۱. الکافی، ج۱، ص۲۲۹

۲. العرف الوردی، ج۵، ص۱۵۸؛ زرکشی، بدر الدین، البرہان فی علوم القرآن، ج۲، ص۱۵۴؛ آلوسی، محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، ج۴، ص۲۷۸۔۲۷۹۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ [1]۔

ترجمہ: یہ (پیغام) یقیناً قرآن کریم ہے، ایک پوشیدہ کتاب میں موجود ہے پاک افراد کے علاوہ دوسرا کوئی اسے چھو بھی نہیں سکتا۔

خداوند عالم سورہ احزاب کی آیت ۳۳ میں اس قضیہ کو بعنوان صغریٰ بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اہل بیتؑ ہر رجس سے پاک ہیں:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً۔ ترجمہ: اے اہل بیت پیغمبرؐ، خدا چاہتاہے کہ تم سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک وپاکیزہ رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

لہٰذا قرآن کے بارے میں علم اہل بیتؑ خطاؤں سے پاک اور یقینی ہے اس میں شک وشبہ اور تفسیر باالرای کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ تمام افراد دوسروں سے بے نیاز ہیں اور دوسرے ان کے محتاج ہیں۔ انہوں نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیاہے۔ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ بلاواسطہ الہام خدا ہے یا انہوں نے اپنے جد رسول خداؐ کے ذریعہ میراث میں حاصل کیاہے اس وجہ سے وہ دوسروں کی طرح نہیں ہیں۔ دوسرے افراد جس طرح سیکھنے اور یاد کرنے کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کے علم میں خطا واختلاف ہوتا ہے اہل بیتؑ کا علم ویسا نہیں ہے۔ تفسیر قرآن کے سلسلہ میں خاص طور پر اور دین کے سلسلہ میں عام طور پر ان کے بیانات تناقض سے پاک ہیں۔

حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں: لایخالفون الدین ولا یختلفون فیہ [2]۔

ترجمہ: وہ نہ تو دین کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف ہے۔

حضرت علی کی تعبیر کے مطابق: ھم عیش العلم وموت الجھل [3]۔ ترجمہ: وہ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں (ان کے سبب، علم زندہ ہے اور ان کے نزدیک، جہل مردہ ہے)۔

اس حقیقت کا راز یہ ہے کہ ان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف خدا اور اس کے رسولؐ سے حاصل کردہ ہے۔ علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

إنّا عن الله ورسوله نحدث ولا نقول قال فلان و فلان فيتنا قض كلامنا انّ كلام آخرنا

۱۔ سورہ واقعہ، آیت ۷۷۔ ۷۹۔

۲۔ نہج البلاغہ، رضی، خطبہ ۱۴۷، ص ۲۳۹۔

۳۔ ایضاً۔

مثل کلام اولنا و کلام اولنا مصادق لکلام آخرنا[۱]۔

ترجمہ: ہم صرف خدا اور رسولؐ کے کلام سے باتیں کرتے ہیں (دوسروں سے علم نہیں حاصل کرتے) اور یہ نہیں کہتے کہ فلاں نے اس طرح اور فلاں نے اس طرح باتیں کی ہیں تاکہ ہمارے کلام میں تناقض پیدا ہو جائے۔ ہمارے آخر کا کلام بھی ہمارے اول کے کلام جیسا ہے اور ہمارے اول کا کلام آخر کے کلام کا مصدق ہے۔

شیخ صدوق اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"اہل بیتؑ کے درمیان آپس میں اختلاف نہیں ہے ہاں کبھی انہوں نے حکم واقعی کا فتویٰ دیا اور کبھی تقیہ والا حکم صادر فرمایا ہے، لہٰذا اگر کوئی اختلاف پایا جاتا ہے تو اس کی وجہ کلمہ تقیہ ہے[۲]"۔

نتیجہ

تطبیقی طریقہ کے تقاضہ کے مطابق امام مہدی(ع) کی شناخت میں فریقین کے مشترکہ نکات پر تکیہ کیا جاسکتا ہے۔ فریقین کی کتابوں میں موجود امام مہدی(ع) کے اوصاف اور دین حق کے احیاء کے سلسلے میں امام کی ذمہ داری کا تجزیہ کرنے کے بعد امام کی شخصیت کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اہل بیت کے مرتبہ اور اوصاف کی شناخت کے ذریعہ امام مہدی(ع) کی متعدد خصوصیتیں آشکار ہوتی ہیں۔

پیغمبرؐ کی زبان پر لفظ اہل بیت کے خصوصی استعمال پر غور وفکر کرکے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاص اصطلاح ہے اور اعلی لیاقت کی بناپر مخصوص افراد کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس لیاقت کا بہت نمایاں نمونہ حدیث ثقلین میں موجود ہے جس سے اہل بیتؑ اور امام مہدی(ع) کی معرفت واضح ہو جاتی ہے۔

جب ہم امام مہدی(ع) کو دین حق کا احیاء کرنے والے کے عنوان سے دیکھتے ہیں تو ان کی شخصیت کے دوسرے اوصاف کا بھی سراغ مل جاتا ہے۔ اس بات کے لئے پہلے ہمیں دینی تعلیمات کا کلی ادراک حاصل کرنا ضروری ہے۔ دین کے احیاء اور امام مہدی(ع) کے عصمتی مرتبہ کے ربط کو اسی طریقہ سے سمجھنے میں ہمیں مدد ملتی ہے۔

امام مہدی(ع) (اہل بیتؑ کے ایک فرد کے عنوان سے) اور قرآن کے رابطہ کے آثار پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد ان کی شخصیت کے دوسرے اوصاف مثلاً ان کا میزان ہدایت، قرآن ناطق، وارث

---

۱. طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال، ج ۲، ص ۲۹۰؛ الکافی، حدیث ۱، ص ۱۵۳۔

۲. عیون اخبار الرضا، ص ۱۵۷۔

معارف وحی اور علم بے خطا کا مالک ہونا، نمایاں ہو جاتا ہے۔ فریقین کی کتابوں سے یہ اوصاف قابل اثبات ہیں۔ ان اوصاف کے ادراک سے کسی حد تک لزوم معرفت امام والی حدیثوں کا سمجھنا ممکن ہے۔

منابع و مآخذ

۱. آل محسن، علی، مسائل الخلافیہ والرای الحق فیھا، بیروت، چوتھا ایڈیشن، ۱۴۲۴ھ۔
۲. آلوسی، محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، محمد حسین العرب، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۷ھ۔
۳. انیس، ابراہیم وغیرہ، المعجم الوسیط، تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۴۱۲ھ۔
۴. ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق اسعد محمد الطیب، المکتبہ العصریہ، بیروت، ۱۹۱۹ء۔
۵. ابن ابی شیبہ، عبد اللہ، کتاب المصنف فی الاحادیث والاخبار، تصحیح محمد عبد السلام شاہین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۶ھ۔
۶. ابن جریر، محمد، جامع البیان عن تاویل آی القرآن (التفسیر طبری)، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔
۷. ابن حبان، صحیح ابن حبّان بترتیب ابن بلبان، تحقیق: شعیب الأرنوط، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔
۸. ابن حنبل، احمد، مسند امام احمد بن حنبل، طبع محقق باشراف شعیب الارنوط، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔
۹. ابن سیدہ، علی، المحکم، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
۱۰. ابن شہر آشوب، محمد، مناقب آل ابی طالب، تحقیق یوسف البقاعی، دار الاضواء، دوسرا ایڈیشن، ۱۴۱۲ھ۔
۱۱. ابن طاؤس، علی، کشف المحجۃ لثمرۃ المھجہ، تحقیق محمد الحسون، مکتب الاعلام الاسلامی، قم، ۱۴۱۲ھ۔
۱۲. ابن عقدہ، احمد، کتاب الولایۃ، جمع وترتیب: محمد حسین حرز الدین، انتشارات دلیل، قم، ۱۴۲۱ھ۔
۱۳. ابن ماجہ قزوینی، محمد، سنن ابن ماجہ، تحقیق، محمد فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت۔
۱۴. ابن منظور، محمد، لسان العرب دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
۱۵. ابو داؤد، سلیمان، سنن ابی داؤد، تعلیق محمد عبد الحمید، دار احیاء السنۃ النبویہ، بیروت۔
۱۶. ابو نعیم اصفہانی، احمد، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، پانچواں ایڈیشن، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔
۱۷. اصفہانی، محمد حسین، مجد البیان فی تفسیر القرآن، موسسۃ البعثۃ، قم، ۱۳۶۶ش۔
۱۸. اکبر نژاد، مہدی، بررسی تطبیقی مہدویت در روایات شیعہ واہل سنت، موسسۂ فرہنگی انتظار نور، قم، بوستان کتاب، ۱۳۸۶ش۔
۱۹. امین، سید محسن، اعیان الشیعہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۲۰. بابایی، علی اکبر و دیگران، روش شناسی تفسیر قرآن پژوهشکدہ حوزہ و دانشگاہ، قم، ۱۳۷۹ش۔

۲۱. بحرانی، سید ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، موسسہ اسماعیلیان، قم۔

۲۲. بغوی، حسین، معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، تحقیق خالد عبد الرحمٰن العک، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۲۳. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح (سنن الترمذی) تحقیق، احمد شاکر، بیروت۔

۲۴. تستری، قاضی نور اللہ بن سید، احقاق الحق و ازہاق الباطل، تعلیق آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی، انتشارات کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم۔

۲۵. حاکم نیشاپوری، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق یوسف عبد الرحمٰن المرعشی، دار المعرفۃ، بیروت۔

۲۶. حر عاملی، محمد، اثبات الہداۃ بالنصوص والمعجزات، تصحیح سید ہاشم رسول، المطبعۃ العلمیہ، قم۔

۲۷. حموئی جوینی، ابراہیم، فرائد السمطین، تحقیق محمد باقر محمودی، مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیہ، قم، ۱۴۱۵ھ۔

۲۸. خزاز قمی، علی، کفایۃ الاثر، تحقیق کوہ کمری، انتشارات بیدار، قم، ۱۴۰۱ھ۔

۲۹. خطیب بغدادی، احمد، تاریخ بغداد او مدینۃ الاسلام، مدینہ۔

۳۰. خوارزمی، موفق، مناقب علی بن ابی طالب، تحقیق مالک المحمودی، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۱ھ۔

۳۱. رازی، ابو الفتوح حسین بن علی، روض الجنان و روح الجنان، انتشارات کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، قم، ۱۴۰۴ھ۔

۳۲. راغب اصفہانی، حسین، مفردات الفاظ القرآن، تحقیق عدنان داؤدی، الدار الشامیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ۔

۳۳. زرکشی، بدر الدین، البرہان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار المعرفۃ، بیروت۔

۳۴. زمانی، محمد حسن، کیفیت صلوات از نگاہ فریقین، مجلّہ طلوع، سال دوم، ش ۶، مدرسۂ عالی امام خمینیؒ، قم، تابستان، ۱۳۸۲ش۔

۳۵. شریف رضی، نہج البلاغہ، ضبط صبحی صالح، بیروت، ۱۳۸۷ھ۔

۳۶. سیوطی، جلال الدین، العرف الوردی (ضمن الرسائل العشرۃ) دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۳۷. الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۳ء۔

۳۸. شہرستانی، عبد الکریم، مفاتیح الاسرار و مصابیح الانوار، تحقیق محمد علی آذرشب، ۱۳۷۶ش۔

۳۹. صدوق، محمد بن علی بن بابویہ، عیون اخبار الرضا، مکتبہ المصطفوی، قم۔

۴۰. کمال الدین و تمام النعمۃ، تصحیح علی اکبر الغفاری، موسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۰۵ھ۔

۴۱. معانی الاخبار، تصحیح علی اکبر الغفاری، انتشارات اسلامی، قم، ۱۳۶۱ش۔

۴۲. من لا یحضرہ الفقیہ، تعلیق سید حسن موسوی خرسان، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۹۰ش۔
۴۳. صفار، محمد، بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد، تصحیح محمد کوچہ باغی، قم، ۱۴۰۳ھ۔
۴۴. طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، منشورات، جامعہ مدرسین، قم
۴۵. طبرانی، سلیمان، المعجم الصغیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔
۴۶. طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان لعلوم القرآن، تحقیق: محلاتی وطباطبائی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ۔
۴۷. اعلام الوریٰ باعلام الہدی، قم، ۱۴۰۲
۴۸. طبری، احمد، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ، تحقیق اکرم البوشی، مکتبہ التابعین، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ۔
۴۹. طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال، تصحیح میر داماد، استرآبادی، قم۔
۵۰. کتاب الغیبۃ، تحقیق عباد اللہ الطہرانی، موسسہ المعارف الاسلامیہ، قم۔
۵۱. عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی (کتاب التفسیر) تصحیح ہاشم رسول محلاتی، تہران، المکتبہ الاسلامیۃ۔
۵۲. فراہیدی، خلیل، ترتیب کتاب العین، تحقیق مہدی المخزومی وابراہیم السامرائی، انتشارات اسوہ، قم، ۱۴۱۲ھ۔
۵۳. فیض الاسلام، صحیفہ سجادیہ، ۱۳۷۵ھ۔
۵۴. فیض کاشانی، محمد محسن، الصافی فی تفسیر القرآن، تصحیح الشیخ حسین الأعلمی، دار المرتضیٰ، بیروت۔
۵۵. فیومی، احمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، موسسہ دار الھجرۃ، دوسرا ایڈیشن، قم، ۱۴۱۴ھ۔
۵۶. قرطبی، محمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتاب العربی، القاہرہ، ۱۳۸۷ھ۔
۵۷. قشیری، نیشاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم۔
۵۸. قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر (المنسوب الی) القمی، تصحیح السید طیب الموسوی، قم، ۱۴۰۴ھ۔
۵۹. قندوزی حنفی، سلیمان، ینابیع المودۃ، تحقیق سید علی جمال اشرف الحسینی، مطبعہ اسوہ۔
۶۰. کلینی، محمد، الکافی، تصحیح علی اکبر الغفاری، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۸ھ۔
۶۱. گنجی شافعی، محمد، البیان فی اخبار صاحب الزمان، تحقیق محمد کاظم محمودی، مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیہ، قم، ۱۴۳۱ھ۔
۶۲. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمہ الاطہار، المکتبہ الاسلامیہ، تہران، ۱۳۹۷ھ۔
۶۳. مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، دار الکتب الاسلامیہ، دوسرا ایڈیشن، تہران، ۱۳۶۳ھ۔
۶۴. محمد (نجار زادگان)، فتح اللہ، سلامۃ القرآن عن التحریف، نشر مشعر، تہران، ۱۳۸۲ش۔
۶۵. مزّی، یوسف، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، تحقیق بشار عواد معروف، ۱۴۱۳ھ۔
۶۶. مفید، محمد بن محمد، الافصاح فی الامامۃ، کنگرہ جہانی ہزارہ شیخ مفید، ۱۴۱۳ھ۔

۶۷. الارشاد، کنگرہ جہانی ہزارہ شیخ مفید، ۱۴۱۳ھ۔
۶۸. مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، ۳۶واں ایڈیشن، تہران، ۱۳۸۶ھ۔
۶۹. نسائی، احمد، خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب، تحقیق محمد کاظم محمودی، قم، ۱۴۱۹ھ۔
۷۰. نعمانی، محمد، کتاب الغیبہ، تحقیق علی اکبر الغفاری، تہران، مکتبہ الصدوق۔
۷۱. ہیثمی، ابن حجر، الصواعق المحرقۃ فی الرد علی البدع والزندقۃ، تخریج و تعلیق عبد الوہاب عبد اللطیف، مکتبہ القاہرہ، قاہرہ۔
۷۲. حسکانی، عبید اللہ بن عبد اللہ، شواهد التنزیل لقواعد التفضیل، تحقیق محمد باقر محمودی، مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیہ، قم، ۱۴۱۱ھ۔
۷۳. واحدی، نیشاپوری، علی ابن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، تحقیق علی محمد معوض، عادل احمد عبد الموجود، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔
۷۴. اسباب نزول القرآن الکریم، تحقیق کمال بسیونی زغلول، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔